THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

انسانی معاشرت کے قرآنی و نبوی اصول اور ان کا جدید دور میں اطلاق

Qur'ānic and Prophetic Principles of Human Society: Relevance and Application in the Modern Era

Dr. Sheraz Ahmad
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Rahim Yar Khan Campus.
Emai: sheraz.ahmad@iub.edu.pk
Azra Perveen
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Rahim Yar Khan Campus.
Emai: malikroshni79@gmail.com

Abstract

This research examines the foundational principles of human society as articulated in the Qur'ān and the Sunnah, with particular emphasis on their relevance and applicability in the contemporary world. Islam presents a comprehensive and holistic framework for social life, grounded in core values such as justice, compassion, equality, cooperation, and moral responsibility. These principles are not merely theoretical; rather, they are practically demonstrated in the life and conduct of the Prophet Muhammad ﷺ, whose Seerah provides a timeless and universal model for both individual and collective behavior. The study critically analyzes these foundational values in light of modern challenges, including globalization, ethical relativism, social fragmentation, and the growing influence of secular ideologies. It argues that the perceived disconnect between religious teachings and modern societal structures arises primarily from misinterpretation and contextual misapplication, rather than any inherent inadequacy in the sources themselves. By drawing upon classical Islamic scholarship alongside contemporary academic discourse, this research adopts a contextual and analytical approach to explore how Qur'ānic and Prophetic principles can be effectively applied across key dimensions of human life, such as family structure, governance, social justice, and interfaith relations. The study ultimately demonstrates that the teachings of the Qur'ān and Sunnah offer not only enduring moral guidance but also practical solutions for addressing the complexities of modern society. It concludes that divine guidance remains profoundly relevant for the development of balanced, ethical, and sustainable human communities in the present age.

Keywords: *Qur'ānic Principles, Social Justice, Islamic Morality, Social Values, Equality and Cooperation.*

انسانی معاشرے کے ایسے اصول وضوابط جو انسان کو فضیلت اور رذیلت کی پہچان کراتے ہیں، کسی بھی قوم کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، خواہ وہ قوم کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔ اخلاق دنیا کے مذاہب کا مشترکہ باب ہے۔ جس پر کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ جس معاشرے میں اخلاق ناپید ہوں وہ کبھی بھی مہذب معاشرہ نہیں بن سکتا۔ کائنات میں موجود ہر شے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش بروئے کار لاتی ہے۔ کوئی بھی قوم یا معاشرہ اپنے وجود کو اخلاق کے کم سے کم معیار پر استوار نہیں کر سکتا، اخلاق ہی وہ واحد قوت ہے، جو افراد اور معاشرے کو آپس میں جوڑنے اور طاقت بخشنے کا سبب بنتی ہے۔ معاشرے میں اخلاقی اقدار ہی انسان کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کرتی ہیں۔ جب کوئی انسان خالق حسنہ کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہتا، انسان کا شعور اس کے اخلاقی رویے کے مطابق کام کرتا ہے ۔ اچھے معاشروں کی نشو و نما ہی اخلاق سے ہوتی ہے۔ معاشرتی زندگی میں عدل و

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

انصاف، محبت و یگانگت، تواضع، عفت و پاک دامنی، احترام انسانیت، صبر و تحمل، غض بصر اور رواداری ایسے بنیادی اصول ہیں، جن سے متعلق قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ میں واضح اور مفصل تعلیمات موجود ہیں۔ یہ تعلیمات انسانیت کی تعمیر و تشکیل کے لیے ضابطہ حیات متعین کرتی ہیں۔ دنیاوی ترقی کی حامل اقوام ہمیشہ اخلاق حسنہ سے گامزن ہوتی ہیں۔ جب تک مسلمان اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل رہے، روئے سرزمین پر ان کی بالادستی رہی اور جب مسلمان اخلاقی بحران کا شکار ہوئے تو زوال ان کا مقدر بن گیا۔ جب بھی مسلمان زوال کا شکار ہوئے تو قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ نے ہی ان کی مکمل رہنمائی کی اور اس طرح وہ زوال سے باہر نکل آئے۔ جس معاشرے میں انصاف، برداشت، ہمدردی، عفو در گزر، صداقت، امانت، دیانت، محبت اور مساوات جیسی خوبیاں نہ ہوں وہ سماج کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر آج بھی مسلم امہ اپنی اخلاقی اقدار کی جانب واپس لوٹ آئے تو پاکستان اپنے تمام تر مسائل پر قابو پا کر دنیا کی ایک عظیم قوت بن سکتا ہے۔

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام میں اخلاقیات کے تصور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام نے تمام اچھی صفات اور بری عادات کو اپنے نظام کا حصہ بنایا ہے اور ان تمام اخلاقی اقدار کے بارے میں ایک مربوط نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ حسن اخلاق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ [1]

"بے شک انسان حسن خلق سے وہ درجہ حاصل کر سکتا ہے جو رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمام عادات وصفات مذموم ہیں، جو کسی معاشرے کی اخلاقی تباہی کا سبب بنیں اور مسلمانوں کے مابین اتحاد اور نظم و ضبط کو نقصان پہنچائیں۔ خوشگوار معاشرے کے قیام کے لیے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ہدایات دی گئیں ہیں۔

سورۃ الفرقان کی آیات ۶۳ تا ۷۷ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کے اخلاق بیان کیے ہیں، ان کا خلاصہ ذیل ہے:

"وہ زمین پر نرم چال کرتے ہیں۔ جاہلوں سے گالم گلوچ اور زبان درازی نہیں کرتے، عبادت کرتے ہیں، اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ خرچ میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ نہ شرک کرتے ہیں اور نہ قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کے پاس جاتے ہیں۔ نیک عمل کرتے ہیں اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ لغویات وعبثیات پر سے شریفوں کی طرح گزرتے ہیں اور نصیحت آموز باتوں پر سے اندھے ہو کر نہیں گزرتے، نیک اور صالح لوگوں میں شمولیت کے لیے اللہ سے درخواست گزار رہتے ہیں۔"

رسول اللہ کی ذات گرامی اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کے خلق عظیم کی تعریف قرآن نے یوں بیان کی ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [2]

"اور بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں۔"

---

1 ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن ابو داؤد، باب فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (بیروت: دار الکتاب العربی، 1388ھ)، 4:400، رقم: 4800۔

Abū Dāwūd Sulaymān bin al-Ashʿath al-Sijistānī, *al-Sunan Abī Dāwūd*, Bāb fī Ḥusn al-Khuluq (Bayrūt: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1388 AH), 4:400, Raqm: 4800.

2 القرآن، 68:4۔

Al-Qurʾān, 68:4.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.4, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلام اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی بہت تاکید کرتا ہے۔ نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بہترین انسان کی نشاندہی فرمادی کہ جو اخلاق میں عمدہ ہے، وہ سب سے اچھا ہے۔ دینِ اسلام ایسا پاکیزہ مذہب ہے، جو تمام انسانوں کو اخلاق حسنہ کی تاکید کرتا ہے اور اخلاق رذیلہ سے بچنے کی تنبیہ کرتا ہے۔ اسلام کی اخلاقی اقدار تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہیں، تاکہ مسلم اُمہ قرآن وسنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے اندر اچھے اور پاکیزہ اخلاق پیدا کر سکے اور بُرے اخلاق سے بچنے کا بھی اہتمام کر پاسکے۔ اسی لیے قرآن واحادیث میں کی مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت ومہربانی کرنا، ان کے لیے آسانی پیدا کرنا اور ان کی تکلیف رفع کرنا، حسن اخلاق کہلاتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

خلق کو عظیم فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اقدس میں تمام اخلاق حسنہ بدرجہ اتم موجود تھے۔ یہ ایک معجزہ ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام اقوال وافعال اور اخلاق وعادات قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھے۔ قرآن مجید کے مطابق دولت، شہرت، قابلیت، برتری، احترام، بلندی سب کا ایک ہی پیمانہ ہے اور وہ ہے اعلیٰ اخلاقی اقدار۔ اسلام عمل صالح کو لازمی قرار دیتا ہے، عمل صالح کی بنیاد اخلاق پر رکھی گئی ہے، اخلاق کا لازمی جز و تقویٰ ہے۔ اسلام نے بھی عظمت کا معیار تقویٰ کو مقرر کیا ہے۔ جیسا اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُم﴾[3]

(اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔)

ایک اسلامی معاشرے کی اخلاقی تعلیمات میں عدل وانصاف، علم کی اہمیت، حقوق وفرائض، محبت ورحم دلی، عفت وپاکبازی، صبر وتحمل، صدق وامانت، تواضع اور اعتدال پسندی قابل ذکر ہیں اور یہ تمام اخلاق کے معارج ہیں۔ ان کے برعکس لالچ، حسد، غصہ، ذخیرہ اندوزی، خیانت، غیبت، انانیت اور تکبر ایسی بُری عادات ہیں جنھیں تقریباً تمام مہذب معاشروں نے برا سمجھا ہے۔ یہ اقدار بنی نوع انسان میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انسانی معاشرت کے اصولوں کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ قرآن اور سنت میں انسانی حقوق، انصاف، محبت، ایک دوسرے کی حفاظت، معاشرتی مسائل کا حل اور ایک اچھی زندگی گزارنے کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

تواضع:

انسان کا اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر اور حقیر خیال کرنا اور اپنے قول وفعل سے اس کا اظہار کرنا عاجزی وانکساری کہلاتا ہے۔ جس کے لغوی معنی عاجز ہونا اور خاکسار ہونا کے ہیں۔ یہ ایک محمود صفت ہے۔ تواضع اختیار کیے بغیر کوئی انسان قدرومنزلت اور عروج حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ انسانی صفت اپنے آپ کو رب عزوجل کے سامنے جھکانے سے حاصل ہوتی ہے۔ تواضع، ایک اہم اخلاقی اصول ہے جو انسان کی شخصیت کو محکم بناتا ہے۔ انسان اپنی اہمیت اور قابلیت کو سمجھتے ہوئے اس پر فخر یا غرور نہیں کرتا۔ پیغمبرِ اسلام محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی میں تواضع کا بہت بڑا مظہر تھی۔ ان کی شخصیت میں تواضع کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو ہمیں سیکھاتی ہیں کہ کس طرح ایک بڑے انسان کو بھی تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

3 القرآن، 13:49۔

Al-Qurʾān, 49:13.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله[4]

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندیوں سے سرفراز فرماتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین راستہ تواضع ہے۔ تواضع کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی نظر میں جو حقیر شخص ہے اسے بھی اپنے آپ سے بالا تصور کیا جائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا سیکھ لیا گویا کہ وہ اہل علم ہے کیونکہ عالم کی پہچان عاجزی ہے اور جاہل کی پہچان تکبر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾[5]

"تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ خاموشی سے پکارو۔ یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

اپنے آپ کو تکبر سے بچاتے ہوئے عاجزی وانکساری اختیار کرنا ہر صاحب ایمان پر لازم ہے۔ عجز ہمیشہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور منشاء کے تابع بناتا ہے۔ اس طرح انسان اپنے تمام افکار واعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا متلاشی ہوتا ہے۔

تواضع کے اہم فوائد حسب ذیل ہیں:

* تواضع سے احترام انسانیت پیدا ہوتا ہے، جو معاشرتی تعاملات میں خوبیاں لاتا ہے۔
* تواضع سے انسان کی شخصیت متوازن ہوتی ہے اور وہ معاشرے کے دوسرے افراد سے خواشگوار روابط قائم کر سکتا ہے۔
* تواضع سے دل کو سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔
* تواضع والے افراد کو دوسروں سے سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح وہ اپنی شخصیت میں بہتری لاسکتے ہیں۔

عفت وپاکدامنی:

عفت وپاکدامنی ایک مہذب معاشرے کا سنہری اصول ہے۔ جو انسان کو ناجائز اور غلط باتوں سے روکتا ہے۔ جسمانی اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر ناجائز طریقے اختیار کرنا، لذت حاصل کرنے کے لیے حد سے بڑھ جانا، برے اور فحش کام کرنا اور پھر سرعام انھیں پورا کرنے کی کوشش کرنا کہ اس سے شرم وحیاء جاتی رہے، منع کرتا ہے۔ عفت وپاک بازی تمام اخلاقی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ شرم وحیاء انسان کو برائیوں سے باز رکھتا ہے۔ یہ اصول انسان کو جنسی، جسمانی یا ذہنی طور پر پاکیزگی کے ساتھ رہنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عفت وپاکدامنی کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اسے حفاظت کرنے کے لیے مختلف حفاظتی اصول بتائے گئے ہیں۔ یہاںانسان کے اعمال، افکار اور روابط میں پاکیزگی کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اخلاقی اصول انسان کو ایک صاف اور پاک دل کے ساتھ دیگر افراد معاشرہ کے ساتھ زندگی گزارنے کا ضابطہ فراہم کرتا ہے۔

طہارت کے مختلف مراتب ہیں جن کو حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"الطھارة لها اربع مراتب:

4۔المسلم، **الجامع الصحیح**، باب النهي عن السباب، 4: 2001،رقم:2588۔

Al-Muslim, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Bāb al-Nahy ʿan al-Sibāb, 4:2001, Raqm: 2588.

5۔القرآن،55:7۔

Al-Qurʾān, 7:55.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.4, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

المرتبة الاولی: تطهیر الظاهر عن الاحداث وعن الاخباث والفضلات۔
المرتبة الثانية: تطهير الجوارح عن الجرائم والآثام۔
المرتبة الثالثة: تطهير القلب عن الاخلاق المذمومة والرذائل الممقوتة۔
المرتبة الرابعة: تطهير السر عما سوى الله تعالى۔"[6]

"طہارت کے چار مراتب ہیں:

پہلا درجہ: ظاہری صورت کو نجاست، خبث اور فضلات سے پاک کرنا۔

دوسرا درجہ: اعضاء کو گناہوں سے پاک کرنا۔

تیسرا درجہ: دل کو مکروہ اخلاق اور برائیوں سے پاک کرنا۔

چوتھا درجہ: راز کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز سے پاک کرنا۔"

عفت و پاکدامنی کے معاشرتی اثرات:

* عفت و پاکبازی کے اصول انسان کی شخصیت میں احترام اور عزت کی بنیاد رکھتے ہیں اور دوسرے افراد کی عزت کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔
* عفت و پاکبازی کے اصول معاشرتی برابری کی راہ ہموار کرتے ہیں اور ایک بہتر معاشرتی ماحول پیدا کرتے ہیں، جہاں انسان ایک دوسرے کے ساتھ خوشدلی سے زندگی گزار سکتے ہیں۔
* روحانی عفت اور پاکبازی کی بنیاد پر انسان کی روحانی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ یہ انسان کے دل اور ذہن کی صفائی و پاکیزگی کے ضامن ہیں۔
* انسان جب عفت و پاکبازی کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس سے اس کی شخصیت میں اعتماد اور احترام بڑھتا ہے۔
* عفت و پاکبازی اسلامی اخلاق کے اہم حصولات ہیں جو انسان کو اخلاقی، جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط بناتے ہیں۔

صبر و تحمل:

صبر کے لغوی معنی سہارا دینے اور روکنے کے ہیں۔ کسی بھی پریشانی میں اطمینان کا اظہار کرنا صبر کہلاتا ہے۔ تکالیف، ناخوشگوار واقعات اور ناموافق حالات میں حق وصداقت پر ڈٹے رہنا بھی صبر ہے۔ صبر و تحمل مومنین کی صفات میں سے ایک اعلیٰ درجے کی خوبی ہے۔ قرآن مجید صبر کو ایک طاقت قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾[7]

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

6۔ محمد بن محمد غزالی، **احياء علوم الدين** (بیروت،دار ابن حزم،1426ھ)،148۔
Muḥammad bin Muḥammad al-Ghazālī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Bayrūt: Dār Ibn Ḥazm, 1426 AH), p. 148.

7۔القرآن،2:153۔

Al-Qurʾān, 2:153.

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

صبر کے ایک معنی مصمم ارادہ بھی ہیں۔یعنی کسی بھی گھبراہٹ و پریشانی میں ثابت قدم رہنا کہ نیکی اور عبادات کے راستے میں جو بھی تکالیف آئیں، انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا۔ اس لحاظ سے صبر کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ جن باتوں سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے ان سے بچنا اور گناہوں والی زندگی کو ترک کرنے پر جو لذتیں اور آسائشیں قربان کرنا پڑیں، ان پر صبر کا مظاہرہ کرنا۔ دوسرا پہلو یہ کہ احکام الٰہی کی بجاآوری میں جو تکالیف اور مشکلات آئیں، انہیں صبر و تحمل سے برداشت کرنا۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے:

﴿ فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾[8]

"اس کی عبادت کرو اور اس کی عبادت کے سلسلے میں صبر کرو۔"

کسی بھی انسان کی فلاح و کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ انتہائی جذباتی موقعوں پر بھی صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اجتماعی معاملات میں خاص طور پر اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اگر زندگی کے کسی شعبے میں صبر و استقلال کا فقدان ہو اتو انسان مختلف مصائب و آلام میں گرفتار ہو جائے گا اور اس کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ ایک خوشگوار زندگی گزارنے کے لئے لازم ہے کہ انسان صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری حیات طیبہ صبر و تحمل کا عملی نمونہ ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں صبر و تحمل سے کام لیا جائے، جو کہ ایک کامیاب زندگی کا بنیادی عنصر ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کر کے بنی نوع انسان پر احسان فرمایا اور تاریخ انسانی میں صبر و تحمل کی ایک عظیم مثال قائم کی۔ صبر و تحمل کا معاشرتی اصول انسان کو مصائب، دشواریوں، اور تنازعات کا مقابلہ کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ صبر وقت کے ساتھ ساتھ مصیبت یا مشکلات کا سامنا کرنے کی قابلیت ہے۔ صبر کے ذریعے انسان مشکلات کا مقابلہ کر کے ان کو حل کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے بجائے اس کے کہ وہ کسی قسم کا جلدی میں فیصلے کرے۔ یہ انسان کو ایک مستقل اور ثابت قدم رویہ دیتا ہے جو چیزوں کے تبدیل ہونے یا دشواریوں کے سامنے استحکام بخشتا ہے۔

صبر و تحمل کے معاشرتی اثرات:

* صبر و تحمل کے ذریعے انسان کو اپنے معاملات بہتر طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ جلدی تشخیص کر کے فیصلہ نہیں کرتا۔
* صبر و تحمل کے مواقع انسان کو اس کی روحانیت کی نشوونما میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔
* دیر پذیری اور تحمل کی صلاحیت، انسان کو زندگی کے مختلف حوالوں میں بہترین فیصلے کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔
* صبر و تحمل کے ذریعے انسان اپنے اطراف کے ساتھ مثبت روابط برقرار کرتا ہے اور مشکل حالات میں بھی دوسروں کے ساتھ اعلیٰ اخلاقی اور مثبت رویہ رکھتا ہے۔

8۔القرآن،65:19۔

Al-Qurʾān, 19:65.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

عدل وانصاف:

اخلاق حسنہ میں سب سے پہلی چیز جس کا حکم خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں دیا ہے وہ عدل ہے۔ اسلام کی اخلاقی اقدار میں عدل و انصاف پر بہت زور دیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ راست بازی کا ایک راستہ ہے اور عدل و انصاف پر ہی پوری دنیا کا نظام موقوف ہے۔ یہ اسلام کا خاصہ ہے کہ اس نے دشمن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدل کی وجہ سے ہی مملکت کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ عدل اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

عدل سے متعلق مولانا مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

> "پہلی چیز عدل ہے جس کا تصور دو مستقل حقیقتوں سے مرکب ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔ دوسرے یہ کہ ہر ایک کو اس کا حق بے لاگ طریقے سے دیا جائے۔ اردو زبان میں اس مفہوم کو انصاف سے ادا کیا جاتا ہے۔"

زندگی کے ہر معاملے میں عدل کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اس کے لئے خواہ کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے، انسان کو بے لاگ فیصلہ کرنا چاہیئے۔ عدل و انصاف کا تصور قرآن و سنت میں بہت اہم ہے اور یہ انسانی معاشرت کے لیے بنیادی اصول ہیں۔ عدل و انصاف کا مطلب ہے کہ ہر شخص کو برابری اور حقوق کا ادارہ فراہم کیا جائے، بغیر کسی تفریق یا برتری کے۔ انصاف کا زور قرآن میں بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے، جہاں ہر شخص کے حقوق اور ان کے لئے حسن سلوک کی ترغیبات دی گئی ہیں۔

قرآن مجید میں حکم باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ﴾[9]

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

جب کوئی نظام عدل و انصاف کو نظر انداز کرتا ہے تو معاشرت میں تشویش پائی جاتی ہے۔ یہ اصول مختلف شعبہ جات میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے عدلیہ، اسلامی معاشرت اور حکومتی نظام۔ عدل و انصاف کی فراہمی سے معاشرت میں ہمواری اور استحکام آتا ہے۔ عدل و انصاف کے اصولوں کی روشنی میں سماج میں ہر فرد کو برابر مواقع فراہم کرنا اور منصفانہ نظام کی فراہمی بہت ضروری ہے۔ انصاف کے بغیر معاشرے میں تشویش اور اختلافات بڑھ سکتے ہیں۔ قرآن اور سنت میں عدل و انصاف کی بہت بڑی قدر و اہمیت ہے، اور ہمیں ہر شے کو عدل و انصاف کے ساتھ حل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ عدل ظلم کی ضد ہے۔ ظلم حقوق اللہ، حقوق العباد اور اپنے نفس کے حقوق کو تلف کرنے کا نام ہے جبکہ عدل ان تینوں حقوق کی ادائیگی کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر دائرہ حق کے اندر رہنے کا نام عدل ہے۔ قاضی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا مبارک فرمان نقل کرتے ہیں:

9۔ القرآن،4:58۔

Al-Qurʾān, 4:58.

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

إن المقسطين عند الله تعالى على منابر من نور على يمين الرحمن الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا[10]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں عادل ہیں وہ رحمٰن کے داہنے ہاتھ پر نور کی منزلوں پر ہیں، وہ لوگ جو اپنے فیصلے میں عادل ہیں، اپنے اہل خانہ اور جن کے وہ وفادار ہیں۔"

عدل وانصاف کے معاشرتی اثرات:

* عدل و انصاف کی بنیاد پر معاشرت میں استحکام آتا ہے۔ یہ مختلف طبقات اور اقوام کے درمیان تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور فرقوں اور ثقافتوں کے درمیان تنازعات کو کم کرتا ہے۔
* عدل و انصاف کے بغیر قانونی نظام محکم نہیں ہو سکتا، جو معاشرت میں انصاف کے اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔
* انصاف کے نظام میں ہر شخص کو ان کے حقوق ملتے ہیں، جو معاشرتی ترقی اور معیشت کی بڑھتی ہوئی بنیادوں پر مبنی ہوتی ہے۔
* عدل و انصاف کے اصولوں کی تنفیذ سے معاشرت میں اختلافات کم ہوتے ہیں، جو کہ جماعتی یا سیاسی تنازعات کو رفع کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔
* عدل وانصاف کی موجودگی میں اعتماد کی سطح بھی بلند ہوتی ہے جو کہ معاشرتی تعاملات کو مستحکم بناتی ہے۔
* عدل و انصاف کی روشنی میں حکومتیں اپنے سماج میں اصلاحات کرتی ہیں جس سے معاشرے کی ترقی اور بہتری کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔

صلہ رحمی:

صلہ رحمی سے مراد اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور آپس میں اتفاق واتحاد کی فضا کو قائم رکھنا ہے۔ ہر لحاظ سے رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھنا، ان پر احسان کرنا اور اگر وہ تنگدست ہوں تو صدقہ وخیرات دینے میں انہیں ترجیح دینا، صلہ رحمی کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں میں اللہ تعالی کی محبت کے ساتھ ساتھ دیگر انسانوں سے محبت و رحمدلی کا درس دیا گیا ہے۔ محبت اسلامی معاشرت میں احترام، تواضع، اور ہمدردی کی بنیاد ہے۔ یہ ایک طریقہ ہے جو ہمیں دوسروں کے حالات اور احساسات کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى ﴾[11]

"بے شک اللہ عدل واحسان اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔"

صلہ رحمی کا تعلق واجبات امور سے اور قطع رحمی کا تعلق حرام امور سے ہے۔ اسلام یہ تاکید کرتا ہے کہ انساب یاد رکھیں جائیں تا کہ صلہ رحمی اور احکام وراثت پر عمل کیا جاسکے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق صلہ رحمی صرف وہی شخص کرے گا جو اللہ عزوجل اور قیامت کے

10۔ النسائی، **السنن النسائی**، باب فضل الحاكم العادل في حكمه، 8:221۔ رقم: 5379۔
Al-Nasāʾī, al-Sunan al-Nasāʾī, Bāb Faḍl al-Ḥākim al-ʿĀdil fī Ḥukmih, 8:221, Raqm: 5379.

11 القرآن، 16:90۔
Al-Qurʾān, 16:90.

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دن پر یقین رکھتا ہے۔ یہ ایک عظیم قوت ہے جو ہر شخص کی زندگی کو بہتر بناتی ہے اور یہ ایمان کا تقاضا بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت [12]

"اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ صلہ رحمی کرے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اچھی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔"

رحم دلی یعنی احساسِ معاونت، دوسروں کی مشکلات اور دکھوں میں شریک ہونا اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ، اسلامی تعلیمات کا خاصا ہیں، جو ہمیں دوسروں کے ساتھ مہربانی کی ترغیب دیتا ہے۔ مسکین پر صدقہ کرنا صرف ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ دو چیزیں بن جاتا ہے۔ صدقہ بھی اور صلہ رحمی بھی۔ صلہ رحمی رزق اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمه [13]

"جو چاہتا ہو کہ اس کا رزق وسیع ہو جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔"

انسانیت میں محبت اور رحم دلی کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں دوسروں کے ساتھ احترام اور تعامل میں احساسِ مہربانی اور تواضع لانا چاہئے۔ یہ اصول ایک بہتر معاشرتی جامعہ کی بنیاد بناتے ہیں جہاں ہر فرد کو احترام دیا جاتا ہے اور دوسروں کی مدد کی جاتی ہے۔

صلہ رحمی کے معاشرتی اثرات:

* صلہ رحمی سے واقف افراد کو اپنے خاندان یا رشتہ داروں کے ساتھ اتحاد اور ہم آہنگی کی اہمیت سمجھ آتی ہے۔ اس سے خاندانی رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور لوگ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔
* صلہ رحمی سے ہر شخص معاشرتی یکجہتی کی بنیاد رکھتا ہے۔
* صلہ رحمی کی روشنی میں لوگ اپنے رشتہ داروں کی معاشی ضروریات میں مدد کرتے ہیں۔
* جب ایک معاشرت صلہ رحمی کو اہمیت دیتی ہے تو معاشرے میں سکون و توازن قائم رہتا ہے۔
* یہ اصول ایک معاشرتی اور انسانی معیار کو بہتر بناتے ہیں جہاں لوگ ایک دوسرے کے حقوق اور ضروریات کو سمجھتے ہیں۔

12۔ البخاری، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار ابن كثير اليمامة، 1407ھ)، 5:2273، رقم: 5785۔

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Bayrūt: Dār Ibn Kathīr al-Yamāmah, 1407 AH), 5:2273, Raqm: 5785.

13۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، 5:2232، رقم: 5640۔

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, 5:2232, Raqm: 5640.

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اعتدال پسندی:

اعتدال پسندی یا "اعتدال"، قرآنی مفہوم ہے جو میانہ روی اور حسنِ توازن کو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن وسنت میں اعتدال کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اسے ایک اچھے معاشرتی اور اخلاقی طرزِ زندگی کا راستہ بتایا گیا ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور انسانی جان کو بے جا سختیوں میں ڈالنے سے منع کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لاَ تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ [14]

"اپنے اوپر زیادہ سختی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر سختی کرے گا۔ اس لئے کہ تم سے پہلے بھی ایک قوم ایسی گزری ہے جس نے اپنے اوپر بہت تشدد کیا تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔"

اعتدال پسندی سے معاشرتی تعاملات میں توازن آتا ہے۔ یہ مختلف افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ بہتر رابطے بنانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

اعتدال پسندی کے معاشرتی اثرات:

* اعتدال وہ صفت ہے جو انسان کو جمیع امور میں ہدایت دیتی ہے، جیسے دینی معاملات، اخلاقیات، مالیات، اور روزمرہ کی زندگی۔
* اعتدال زندگی کی مختلف حیثیتوں میں توازن لاتا ہے۔ اس سے ہم اپنے وقت کو درست طریقے سے تقسیم کرسکتے ہیں اور ہر شے کو مناسب طریقے سے استعمال کرسکتے ہیں۔
* اعتدال معاشرت میں اچھے اثرات ڈالتا ہے، یہ لوگوں کے تعاملات کو بہتر بناتا ہے اور انسانیت میں احترام اور تواضع کی بنیاد بہتر ہوتی ہے۔
* اعتدال پسندی ایک اہم اخلاقی اور معاشرتی اصول ہے جو ہر شخص کے معیار زندگی کو بہتر بناتا ہے۔

غض بصر:

غض بصر کے معنی ہیں کسی چیز کو کم کرنا، پست کرنا یا گھٹانا۔ اصطلاح میں غض بصر سے مراد جس چیز کو دیکھنا مناسب نہ ہو اس سے نظریں ہٹا لینا یا پست کرلینا ہے۔ بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص اسے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسی ایمانی قوت دے گا جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔

نگاہوں کی حفاظت سے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴾ [15]

---

14 ابوداؤد، **سنن ابی داوٗد** ، باب فِی الْحَسَدِ،4:428،رقم:4906۔

Abū Dāwūd, Sunan Abī Dāwūd, Bāb fī al-Ḥasad, 4:428, Raqm: 4906.

15۔القرآن،24:31۔

Al-Qurʾān, 24:31.

"(اے نبی ﷺ) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بے شک اللہ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔۔"

دل و دماغ میں پیدا ہونے والے جملہ خیالات و تصورات اور اچھے برے جذبات کا برانگیختہ ہونا آنکھوں کے تابع ہے۔ اسی لئے اسلام نے غضِ بصر کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال پوچھنے پر نبی اکرم ﷺ نے راستے کا حق ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

غض البصر وكف الأذى ورد السلام والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر[16]

"نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کار دکرنا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا۔"

اسلامی اصولوں کے مطابق غض البصر سے معاشرتی روابط میں محبت، احترام، اور توازن کی ترقی آتی ہے جو کہ معاشرت کی سلامتی اور یکتائی کو بڑھاتی ہے۔ غض البصر ایک اہم اخلاقی اور معاشرتی اصول ہے جو اسلامی معاشرت میں ایک محوری کردار ادا کرتا ہے

غضِ بصر کے معاشرتی اثرات:

غض البصر کے معاشرتی اثرات بہت متاثر کن ہوتے ہیں اور ان کا خصوصی طور پر اسلامی معاشرت میں بڑا کردار ہوتا ہے۔ یہاں کچھ اہم معاشرتی اثرات قابل ذکر ہیں:

* غض البصر کی عادت سے افراد اپنے اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ انسانی حقوق کے احترام اور توازن کو بڑھاتی ہے۔
* غض البصر کے ذریعے فساد کو روکنے میں مدد ملتی ہے، جیسا کہ مختلط جنسی تشہیر سے پیدا ہونے والی مسائل کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔
* انسانی معاشرت میں غض البصر کے اصول سے اخلاقیات میں بہتری آتی ہے، جو کہ فساد سے بچاؤ اور ایک دوسرے کا احترام کرنے والے معاشرتی انصاف کی بنیاد ہوتی ہے۔
* غض البصر کی پالیسی کے نتیجے میں خاندانی بنیادوں میں بہتری آتی ہے اور اس میں احترام، محبت، اور باہمی موافقت بڑھتی ہے۔

خلاصہ تحقیق:

یہ تحقیق انسانی معاشرے میں اخلاقی اصولوں کی بنیاد اور ان کے عصرِ حاضر میں اطلاق پر مرکوز ہے، جیسا کہ قرآن مجید اور سیرتِ رسول ﷺ میں بیان ہوا ہے۔ اسلام ایک مکمل دستورِ حیات کے طور پر عدل و انصاف، حسنِ اخلاق، صبر و تحمل، تواضع، عفت و پاکدامنی، صلہ رحمی، اعتدال پسندی اور غض البصر جیسے اعلیٰ اقدار پر معاشرت کی بنیاد رکھتا ہے۔ تحقیق میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حسنِ اخلاق فرد کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ عطا کرتا ہے اور معاشرتی اتحاد، محبت، تعاون اور استحکام کے لیے لازمی ہیں۔ رسول ﷺ کی سیرت عملی ماڈل کے طور پر پیش کی گئی ہے، جو انسان اور معاشرہ دونوں کی تعمیر کا ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی اخلاقیات کی پیروی سے نہ صرف فرد کی فلاح ممکن ہے بلکہ معاشرتی اور قومی ترقی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ عصرِ حاضر میں اخلاقی بحران، اجتماعی انتشار اور غیر اسلامی نظریات کے اثرات کے پیشِ نظر یہ اصول مسلمانوں کے لیے رہنمائی اور متوازن معاشرہ قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔

16۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب الاستئذان، 5:2300، رقم:5875۔
Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Istiʾdhān, 5:2300, Raqm: 5875.

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.4, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نتائج ابحاث:

* قرآن و سنت اور سیرت رسول ﷺ میں بیان شدہ اصول معاشرتی زندگی کا بنیادی ستون ہیں۔ حسنِ اخلاق، عدل و انصاف، صبر، تواضع، عفت و پاکدامنی اور صلہ رحمی نہ صرف فرد کی فلاح بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور استحکام کے لیے لازمی ہیں۔
* اخلاقی اقدار کی پابندی سے معاشرت میں محبت، تعاون، رواداری اور انسانی احترام کا فروغ ہوتا ہے، جبکہ اخلاقی بحران انتشار، زوال اور سماجی انتشار کا سبب بنتا ہے۔
* تواضع، صبر، عفت، اعتدال پسندی اور غض البصر جیسے اصول فرد کو جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر مضبوط بناتے ہیں اور انسانیت کے اعلیٰ معیار تک پہنچاتے ہیں۔
* ہر فرد کو اس کا حق دینے اور حقوق میں توازن قائم کرنے کے ذریعے معاشرت میں قانونی اور اخلاقی استحکام پیدا ہوتا ہے۔ یہ اصول معاشرتی انصاف، اعتماد اور قومی ترقی کی بنیاد ہیں۔
* رشتہ داروں اور دیگر افراد کے ساتھ حسن سلوک اور تعاون معاشرت میں اتحاد، یکجہتی اور انسانیت کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔
* جدید دنیا میں اخلاقی بحران، معاشرتی انتشار، اور غیر اسلامی نظریات کے اثرات کے پیش نظر یہ اصول مسلم امہ کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں، تاکہ وہ ایک متوازن، اخلاقی اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم کر سکیں۔
* تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ جب مسلمان اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل رہے، ان کی معاشرتی و سیاسی بالادستی قائم رہی، اور جب اخلاقی زوال آیا، تو زوال کا سامنا کرنا پڑا۔

سفارشات:

* ایسے سرکاری ادارے قائم کئے جائیں جو خصوصی طور پر احادیث نبوی اور سیرت رسول ﷺ کی تعلیم کی اشاعت کو عام کریں۔
* ہر یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ کالج کی سطح تک سیرت چیئر قائم کی جائیں جو زیادہ سے زیادہ سیرت النبی ﷺ کانفرسز کرائیں۔
* ملک کی ہر جامع مسجد میں حکومت کی سرپرستی میں سیرت چیئر کا قیام عمل میں لایا جائے جسکی براہ راست حکومت خود کفالت کرے اس اقدام سے مسلکی تناؤ میں واضح کمی لائی جاسکتی ہے۔
* ہر ٹی وی چینل کو پابند کیا جائے کہ وہ روزانہ سیرت النبی ﷺ پر پروگرام نشر کریں۔ جس میں مختلف اہل علم لوگوں کو بلا کر سیرت رسول ﷺ اور معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور سیرت النبی ﷺ پر کوئز پروگرام کروائے جائیں۔
* علمائے حدیث و سیرت ایسے رجال تیار کریں جو سیرت بیانی اور سیرت نگاری میں نہ تو خشک مزاجی اپنائیں کہ عام قاری کو روحانی تسکین حاصل نہ ہو سکے اور نہ ہی رطب و یابس کو اکٹھا کرنے والے ہوں کہ عوام الناس کو اعمال حسنہ سے بے نیاز کر دیں۔